

رمضان المبارک، نیکیوں کا موسم بہار

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِنَا نَامَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْكِرَامِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامِ. مَا بَعْدُ.. فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ.. وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمُ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ وَنُصَدِّقُ اللَّهُ الْعَظِيمِ.

برادران اسلام! ماہ رمضان المبارک کو نیکیوں کا موسم بہار کہا جاتا ہے کیونکہ اس مبارک مہینہ میں اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات بے پایاں ہوتے ہیں۔ اس ماہ مبارک کی اگرچہ بہت سی ہیں لیکن سب میں اہم خصوصیت روزہ اور قرآن ہے۔ روزہ اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔ اگرچہ فضیلت کے اعتبار سے نماز افضل ہے لیکن بعض فقہائے اسلام نماز پر روزہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ بہر حال اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلامی عبادات میں روزہ کی کتنی اہمیت ہے۔ ہجرت کے اٹھارہ مہینہ بعد اور تحویل قبلہ کے دس روز بعد شعبان کے مہینے میں روزہ مسلمانوں پر فرض کیا گیا۔ اس سے پہلے یا تو ایام بیض کے روزے رکھے جاتے تھے یا یوم عاشورہ کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ روزہ کے لئے قرآن مجید میں صوم کا لفظ آیا ہے جس کے معنی رک جانے کے ہیں۔ سورہ بقرہ آیت نمبر 183 میں ارشاد خداوندی ہے۔ ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں بالکل اسی طرح جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، اس طرح امید ہے کہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے“۔ شریعت میں صوم سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دوسری خواہشات سے رک جانا ہے، اسی کا نام روزہ ہے۔ روزہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ یقینی طور پر اللہ جل شانہ کی رضا و خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ عرب کے مشرکین اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں دوسروں کو شریک کرتے تھے لیکن روزہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے رکھتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بن اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! بنی آدم کے نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک نیکی کا ثواب دس سے سات سو گنا تک ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا کیونکہ روزہ دار اپنی خواہش اور اپنا کھانا پینا صرف میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی تو روزہ کھولنے کے وقت اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت۔ یاد رکھو! روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ لہذا جب تم میں سے کوئی شخص روزہ دار ہو تو وہ فحش باتیں کرے اور نہ بیہودگی کے ساتھ اپنی آواز بلند کرے اور اگر کوئی اسے برا بھلا کہے، اس سے جھگڑنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ وہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صل اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمارے سامنے بطور تذکیر و نصیحت خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! ایک با عظمت مہینہ تمہارے اوپر سایہ فگن ہو رہا ہے (یعنی ماہ رمضان آیا ہی چاہتا ہے)۔ یہ بڑا ہی بابرکت اور مقدس مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں وہ رات (لیلتہ القدر) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام، عبادت خداوندی کے لئے جاگنا نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص اس ماہ مبارک میں نیکی کرے یعنی نفل کے کسی طریقہ اور عمل کے ذریعہ بارگاہ حق میں تقرب کا

طلبگار ہو تو وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ میں فرض ادا کیا ہو (یعنی ماہ رمضان میں نفل اعمال کا ثواب رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں فرض اعمال کے ثواب کے برابر ہوتا ہے)۔ اور جس شخص نے ماہ رمضان میں بدنی یا مالی فرض ادا کیا تو وہ اس شخص کی مانند ہوگا جس نے رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کئے ہوں (یعنی رمضان میں کسی ایک فرض کی ادائیگی کرے گا تو دوسرے دنوں میں ستر فرض کی ادائیگی کے ثواب کے برابر ہوتا ہے)۔ اور ماہ رمضان صبر کا مہینہ ہے۔ (کہ روزہ دار کھانے پینے اور دوسری خواہشات سے رکا رہتا ہے۔۔) (وہ صبر کہ جس کا ثواب بہشت ہے)۔

ماہ رمضان غنغوری کا مہینہ ہے اور یہ مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص رمضان میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے گا تو اس کا یہ عمل اس کے گناہوں کی بخشش و مغفرت کا ذریعہ اور دوزخ کی آگ سے اس کی حفاظت کا سبب ہوگا۔ اور اس کو روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ملیگا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔ ہم میں سب تو ایسے نہیں ہیں کہ جو روزہ دار کی افطاری کے بقدر انتظام کرنے کی قدرت رکھتے ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ ثواب اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی عنایت فرماتا ہے جو کسی روزہ دار کو ایک گھونٹ لسی یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی کے ذریعہ افطار کرا دے اور جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض کوثر سے اس طرح سیراب کریگا کہ پیاسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ بہشت میں داخل ہو جائے گا۔ اور ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ میں بخشش ہے اور اس کے آخری حصہ میں دوزخ کی آگ سے نجات ہے۔ اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام و لونڈی کا بوجھ ہلکا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور آگ سے نجات دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حرمت والے چار مہینوں کا قرآن مجید میں ذکر کیا ہے لیکن ناموں کی تخصیص نہیں فرمائی جبکہ رمضان کا ہی مہینہ ایسا ہے جس کے نام کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ سورہ البقرہ آیت 185 : میں ارشاد خداوندی ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لئے سراسر ہدایت اور کھلی دلیلوں کے ساتھ حق اور باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ رمضان میں جب روزہ دار روزہ رکھتا ہے تو اسے بھوک اور پیاس کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے اور اس کا دل بھی چاہتا ہے کہ آگے بڑھ کر غریب کی بھوک اور پیاس مٹائے، یہی نہیں بلکہ ایک روزہ دار کو جو صاحب حیثیت ہو ایک تنگدست کی ہر تکلیف کا احساس ہوتا ہے، تارتخ میں حضرت بشر ہانی کا واقعہ ملتا ہے کہ سخت جاڑے کی رات میں آپ سردی کے باعث کانپ رہے ہیں جبکہ آپ کے بازو ہی میں گرم کپڑے رکھے ہوئے ہیں لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے سخت تعجب سے دریافت کیا کہ حضرت آپ سردی میں کانپ رہے ہیں اور یہ گرم کپڑے یوں ہی رکھ چھوڑے ہیں۔ حضرت نے جواب دیا، عزیزو! مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے کہ ان تمام مفلوک الحال لوگوں میں گرم گرم کپڑے تقسیم کر سکوں البتہ میں اتنا تو کر سکتا ہوں کہ ان کی مماثلت میں خود بھی گرم کپڑے نہ پہنوں۔

دوسرا واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام کا ہے کہ قحط سالی کے زمانہ میں ان کے ہاں غلہ کا کافی ذخیرہ تھا لیکن وہ اس غلہ میں سے اپنا حصہ نہ لیتے ہوئے بہت کم کھانا کھا کر گزارہ کر رہے تھے۔ اس پر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے اسکی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا میں اللہ کے ہاں ان بھوکے لوگوں کے بارے میں باز پرس سے ڈرتا ہوں۔

آج ہمارا حال یہ ہے کہ بھوکے اور فاقہ مست لوگوں کا خیال کم ہی پایا جاتا ہے اور ایثار تو ناپید ہو چکا ہے اکثر دعوتوں میں خواہ افطار کی دعوت ہو یا کوئی اور دعوت، اسراف سے کام لیا جاتا ہے اور بیچارہ غریب خواہ وہ رشتہ دار ہو یا پڑوسی، اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ان دعوتوں میں اکثر دکھاوا ہوتا ہے یا

نام دُمو کی طلب پائی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ روزہ کا مقصد تو رضائے خداوندی ہوتا ہے جو اس طرح فسادِ مَیّت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ روزہ دار روزہ رکھ کر گناہوں سے بچ سکتا ہے بشرط یہ کہ اس میں چھید نہ ڈالا جائے صحابہ کے دریافت کرنے پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جھوٹ اور غیبت کے ذریعہ روزہ میں چھید پڑ جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا! جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ کو اس کی حاجت نہیں ہے کہ وہ اس کا کھانا پینا چھڑا دے۔

بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ بھوک پیاس کے علاوہ ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا اور بہت سے راتوں میں جاگنے والے ایسے ہیں جن کے پلے سوائے رتجگے کے کچھ نہیں پڑتا۔

رمضان کی اہم خصوصیت نزولِ قرآن ہے جس کا آغاز شبِ قدر سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو آسان طور پر نازل فرمایا۔ سورہ قمر آیت 17 میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ**۔ ”ہم نے اس قرآن کو آسان بنایا۔ پھر ہے کوئی سمجھنے والا“۔ لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن صرف علماء کے سمجھنے کی چیز ہے، بھلا ایک عام آدمی اس سے کیسے فیض پاسکتا ہے۔ گویا اس آیت کی تردید کی جا رہی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان بنایا گیا ہے۔ قرآن پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ اسے بار بار پڑھا جائے، سمجھا جائے، عمل کیا جائے، اس کے پیغام کو عام کیا جائے اور اس کے قانون کو نافذ کیا جائے۔ تب ہی اس پر ایمان لانے کا حق ادا کیا جاسکتا ہے۔

برادرانِ اسلام! روزہ کا حاصل تقویٰ ہے اور رمضان کا حاصل قرآن سے تعلق اور وابستگی ہے۔ اور یہ دونوں ہی چیزیں اخروی نجات اور کامیابی کے لئے ضروری ہیں۔ اگر روزہ سے ہمارے اندر تقویٰ پیدا نہ ہو اور رمضان میں ہم قرآن سے اپنے تعلق کو جوڑ نہ سکیں تو پھر اس سے بڑی محرومی کوئی دوسری نہیں ہو سکتی۔ آج تک ہماری زندگی میں کئی رمضان آئے اور چلے گئے۔ یہ رمضان بھی بہت تیزی سے گزر جائے گا۔ مجھے اور آپ کو یہ دیکھتے رہنا ہے کہ ہم رمضان سے کیا حاصل کر رہے ہیں اور رمضان ہمیں کیا دے کر جا رہا ہے۔ اسلئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کی اس بددعا پر آمین کہا ہے کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور پھر بھی اپنی مغفرت کا سامان نہیں کیا۔ بھائیو! احتساب اور جائزہ کی بڑی اہمیت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں رمضان کا روزہ رکھنے اور قیامِ الیل پر اگلے اور پچھلے گناہوں سے معافی کی جو بشارت دی گئی ہے وہ ایمان و احتساب کی شرط سے ہی مشروط ہے۔ رمضان المبارک کے دوران اگر ہم اپنی ایمانی کیفیات کو بڑھاتے رہنے کی فکر کریں، اچھے اعمال اختیار کریں، روزہ کو مجروح کرنے والی چیزوں سے بچ کر رہیں اور اپنا احتساب کرتے رہیں تو یقیناً روزہ اور رمضان کی اصل روح کو پالیں گے۔ بہت سے روزے دار، روزے تو بڑی پابندی سے رکھتے ہیں لیکن وہ یہ فکر نہیں رکھتے کہ جس چیز سے روزہ افطار کر رہے ہیں وہ حلال ہے یا حرام! وہ دن بھر غیبت سے پیٹ بھرتے ہیں، بدنگاہی سے محفوظ ہوتے ہیں، فضول گپ شپ اور لالیعنی کاموں میں لگے رہتے ہیں اور پھر بھی شیطان اور نفس کے اس فریب میں مبتلا رہتے ہیں کہ ہم تو روزے سے ہیں۔ یاد رکھیے! اس طرح کا اطمینان ایک شیطانی دھوکہ ہے۔ شیطان کی پوری کوشش یہی ہوتی ہے کہ روزہ دار کو اس عبادت کا فائدہ حاصل نہ ہو۔ اسی لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے روزہ پر ایمان و احتساب کا پہرہ بٹھائیں، ہر وقت یہ دیکھیں کہ آیا ہم روزہ کے مقصد کو حاصل کر رہے ہیں یا نہیں۔ روزہ اگر ایمانی شعور اور احتساب کے ساتھ نہ ہو تو آپ کا روزہ محض بھوک پیاس کی شدت بن کر رہ جائے گا اور خدا کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ ذرا سوچیے کہ اس سے بڑی نادانی اور گھانا کیا ہوگا کہ آدمی دن بھر بھوکا پیاسا رہے، لذتوں سے بھی محروم رہے اور اس سے کہہ دیا جائے کہ تیرے حصہ میں بھوک پیاس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ خدا نے آپ کو روزہ رکھنے کا شعور دیا ہے تو اس کی قدر کیجئے۔ اللہ کی نظر میں اسی روزہ کو وقعت حاصل ہوگی جو ایمانی شعور اور احتساب کے ساتھ رکھا جائے۔ ایمانی شعور کے ساتھ روزہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جن حقیقتوں پر ایمان لایا ہے وہ اس کے ذہن میں تازہ ہوں، خدا کی عظمت کا احساس، اس کے حضور

جو ابدهی کا تصور، اس کے وعدوں پر یقین، اس کے غضب سے بچنے کی فکر، اس کے عذاب کا خوف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی تعلق، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے کا عزم، یہ ساری باتیں آدمی کے ذہن میں تازہ رہیں، اس ایمانی شعور کے ساتھ جو روزہ رکھا جائے گا وہی روزہ حقیقت میں روزہ ہوگا۔

دوسری چیز احتساب ہے۔ احتساب کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خالص اجر آخرت کے لئے روزہ رکھے اور ہر وقت چوکنا رہے کہ کوئی اور محرک اس کے اخلاص کو گدلانہ کر دے اور اپنے روزے کو ان تمام برائیوں سے بچائے رکھے جو روزے کو مجروح یا بے اثر کرنے والی ہیں۔

برادران اسلام! ماہ رمضان، ایمان کو جلا بخشنے والا مہینہ ہے۔ اس ایک ماہ کی زبردست ٹریننگ کا فائدہ یہ ہونا چاہئے کہ باقی گیارہ مہینوں میں ہماری زندگی تقویٰ اور قرآن کے راستہ پر گامزن رہے۔ اور ہم نیکی و انسانیت نوازی کے کاموں میں پیش پیش رہیں۔ اگر ہمیں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے یہ توفیق مل جاتی ہے تو پھر ہماری زندگی کامیاب ہو جائے گی۔ اللہ سے دعا ہے کہ نیکیوں کا یہ موسم بہار ہماری زندگیوں میں حقیقت میں بہار لانے کا سبب بنے اور اللہ تعالیٰ توفیق عمل کے ساتھ ہماری مہلت عمل کو دراز فرمائے تاکہ رحمتوں اور برکتوں والا یہ مہینہ ہمیں بار بار ہمیں نصیب ہوتا رہے۔ آمین۔

وآخر الدعوان ان الحمد للہ رب العالمین